فتوی نمبر:AB007

تاریخ:18جنوری2020

بسم اللہ نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علی رسولہ الکریم

دار الافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز 1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان

Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ میت کا بھائی یا بھتیجا جنازہ پڑھ لے تو کیا میت کا بیٹا یا باپ دوبارہ جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ بینوا و توجروا سائل: عبد الرحمن (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق دار بادشاہِ اسلام، پھر حاکم شہر، پھر قاضی، پھر جمعہ کا امام، پھر محلے کی مسجد کا امام، پھر ولی ہے۔ موجودہ دور میں سلطنت اسلامیہ نہ ہونے کی وجہ سے بادشاہ اسلام، حاکم شہر اور قاضی نہیں ہیں لہذا یہ حق امام جمعہ اور امام محلہ کی طرف لوٹے گا جبکہ میت اپنی زندگی میں ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہو کہ جب میت نے زندگی میں ان کو اپنا امام ہونا پسند کیا تو بعد وفات بھی یہ امامت کے زیادہ حق دار ہیں، اور اگر میت زندگی میں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو پسند نہیں کرتا تھا تو ان کو حقِ تقدم حاصل نہ ہوگا، اور مسجدِ محلہ کے امام کا ولی پر مقدم ہونا اس وقت مستحب ہے جبکہ وہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی کا مقدم ہونا بہتر ہے، لیکن یاد رہے! اگر جمعہ یا محلے کا امام ولی سے افضل ہو اور اس نے نماز پڑھا دی یا ولی سے افضل نہ ہونے کے باوجود نماز پڑھائی اور ولی نے اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو اب ولی سمیت کسی کو بھی جنازہ لوٹانے کا اختیار نہیں کہ نماز جنازہ میں تکرار جائز نہیں اور اگر امام مرتبہ میں ولی سے کم ہو یا میت زندگی میں اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے بے اجازتِ ولی نماز پڑھا دی تو ولی کو نماز لوٹانے کا اختیار ہے اگرچہ قبر پر ہی کیوں نہ ہو، میت کا وَلی اَقرَب (سب سے قریبی رشتہ دار) باپ ہے، وہ نہ ہو تو بالغ بیٹا، وہ نہ ہو تو بھائی اور وہ بھی نہ ہو تو بھتیجا۔ اور امام کے بعد نماز جنازہ کا سب سے زیادہ حق دار ولی اقرب ہے اگر وہ موجود نہیں یا اتنا دور ہے کہ اس کا انتظار کرنے سے حرج ہوگا تو اس کے بعد جو سب سے قریبی رشتہ دار ہے وہ حق دار ہوگا اسی طرح بالترتیب حق حاصل ہوتا جائے گا۔

صورت مسئولہ میں اگر ایسے امام محلہ نے جو ولی سے افضل ہے یا میت زندگی میں اس کے پیچھے نماز پڑھا کرتا تھا اس نے نماز پڑھا دی خواہ ولی کی اجازت سے یا بغیر اجازت اور میت کا ولی اقرب موجود ہو یا نہ ہو یا ولی نے خود امام محلہ کی اقتدا میں نماز پڑھ لی تو ان تمام صورتوں میں ولی سمیت کسی کو بھی جنازہ دوبارہ پڑھنے کی اجازت نہیں کہ نماز جنازہ میں تکرار جائز نہیں۔ اور اگر امام محلہ نے نماز نہ پڑھائی بلکہ اولیاء میت میں سے ہی کسی نے پڑھائی اور میت کا ولی اقرب (اس سے زیادہ قریبی رشتہ دار) موجود تھا اور اس قریبی سے اجازت بھی نہ لی گئی اور نہ ہی اس

نے اس کے پیچھے نماز پڑھی تو اس ولی اقرب اور جن لوگوں نے پہلے نماز نہیں پڑھی ان کو دوبارہ نماز پڑھنے کا اختیار ہے، اگر دفن کر دیا تو قبر پر پڑھ سکتے ہیں۔ اب اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

در مختار میں ہے: "**یقدم فی الصلاۃ علیہ السلطان او امیر المصر ثم القاضی ثم امام الحی ثم ولی فان صلی غیر الولی من لیس لہ حق التقدم علی الولی ولم یتابعہ الولی اعاد الولی ولو علیٰ قبرہ ان شاء لاجل حقہ لا لاسقاط الفرض ولذا قلنا لیس لمن صلی علیہا ان یعید مع الولی لان تکرارہا غیر مشروع وان صلی من لہ حق التقدم کقاض او نائبہ او امام الحی او من لیس لہ حق التقدم و تابعہ الولی لا یعید۔**" ترجمہ: ولی پر نماز پڑھنے میں مقدم بادشاہ اسلام یا والی شہر ہے پھر قاضی پھر امام محلہ پھر ولی۔ اگر ولی کے علاوہ ایسے شخص نے جسے ولی پر تقدم کا حق حاصل نہیں، نماز جنازہ پڑھ لی اور ولی نے اس کی متابعت نہ کی تو ولی اگر چاہے تو دوبارہ پڑھ سکتا ہے خواہ قبر پر ہی پڑھے، اسے یہ اختیار اپنے حق کے سبب ہے، اس لئے نہیں کہ فرض جنازہ ادا نہ ہوا تھا، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ پہلے جو پڑھ چکے تھے وہ ولی کیساتھ ہو کر دوبارہ نہیں پڑھ سکتے، اس لئے کہ جنازہ کی تکرار جائز نہیں، اور اگر پہلے ایسے شخص نے پڑھی جسے ولی پر تقدم کا حق حاصل ہے جیسے قاضی یا نائب قاضی یا امام محلہ یا ایسے شخص نے پڑھی جسے حق تقدم حاصل نہیں مگر ولی نے اس کی متابعت کر لی تھی تو دوبارہ نہیں پڑھ سکتا۔

(در مختار، باب صلوۃ الجنائز، جلد 3، صفحہ 139 تا 141، مطبوعہ: لاہور)

در مختار میں ہے: "**وتقدیم امام الحی مندوب فقط بشرط ان یکون افضل من الولی، والا فالولی اولی کما فی المجتبی**" ترجمہ: امام محلہ کی تقدیم مستحب ہے بشرطیکہ ولی سے افضل ہو، ورنہ ولی بہتر ہے، جیسا کہ مجتبیٰ میں ہے۔

(در مختار، کتاب الجنائز، جلد 3، صفحہ 141، مطبوعہ: لاہور)

غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی میں امام محلہ کی وجہِ تقدیم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "**واما امام الحی فتقدیمہ مستحب لانہ رضی بہ اماما حال حیاتہ فینبغی ان یصلی علیہ بعد وفاتہ ولو علم انہ غیر راض بہ حال حیاتہ ینبغی ان لا یستحب تقدیمہ وفی فتاوی قاضی خان۔۔۔ وحضر الاولیاء و امام الحی ینبغی للاولیاء ان یقدموا امام الحی**" ترجمہ: امام الحی یعنی محلے کے امام کا ولی پر مقدم ہونا مستحب ہے کیونکہ میت اس کی امامت پر اپنی زندگی میں راضی تھا تو اس کی وفات کے بعد بھی اس کا مقدم ہونا مناسب ہے، اور اگر معلوم ہو کہ زندگی میں اس کی امامت پر میت راضی نہ تھی تو اس کا ولی پر مقدم ہونا مستحب نہیں۔ ایسا ہی فتاوی قاضی خان میں ہے۔۔۔ اور اگر اولیاء میت اور امام الحی (محلے کا امام) دونوں بوقتِ جنازہ حاضر ہوں تو اولیاء میت کا امام محلہ کو مقدم کرنا مناسب ہے۔

(غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، کتاب الجنائز، صفحہ 185)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلہ، پھر ولی کو، امام محلہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اس وقت کہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔" (بہار شریعت، کتاب الجنائز، نماز جنازہ کون پڑھائے، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 836، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:" جامع مسجد کا امام، اگر میت جمعہ وغیرہ اس کے پیچھے نہ پڑھتا ہو یا وہ علم وفضل میں میت سے زائد نہ ہو اسی طرح امام الحی یعنی مسجد محلہ کا امام (تو ولی کی اجازت کے بغیر ہرگز جنازہ نہیں پڑھا سکتے) ہاں! اگر میت ان کے پیچھے نماز پڑھا کرتا تھا اور یہ فضلِ دینی میں ولی سے زائد ہیں تو بے اذنِ ولی پڑھا سکتے ہیں۔۔۔ دونوں امام (جامع مسجد کا امام اور محلے کی مسجد کا امام) اور یہ والیان عام اگر نماز پڑھا دیں تو ولی کو حق اعادہ نہیں۔ باقی سب محتاجِ اذنِ ولی ہیں، اگر بے اذن پڑھائیں گے حق غیر میں دست اندازی کے مرتکب ہونگے مگر فرض کفایہ ادا ہو جائے گا۔ ولی نے اگر ان کی اقتداء کر لی فبہا کہ اذن ابتداء میں نہ تھا تو اب ہو گیا اور اگر اقتداء نہ کی تو اسے جائز ہے کہ دوبارہ پڑھے، اور جو پہلی جماعت میں شریک نہ ہو لئے تھے انہیں اس جماعت ولی میں شرکت کی اجازت ہے۔"

(فتاوی رضویہ، کتاب الجنائز، امام جنازہ کا بیان، جلد 9، صفحہ 175،174، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:" بادشاہ اسلام یا قاضی شرع یا امام حی (امام محلہ) نے نماز پڑھا دی تو ولی کو اعادہ کا اختیار نہیں کہ وہ اس بات میں ولی سے مقدم ہیں۔" (فتاوی رضویہ، کتاب الجنائز، امام جنازہ کا بیان، جلد 9، صفحہ 183، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں:" ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہو گیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہ و قاضی و امامِ محلہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا"

(بہار شریعت، کتاب الجنائز، باب: جنازہ کون پڑھائے؟ جلد 1، حصہ 4 صفحہ 838، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

بہار شریعت میں ہے:" قرابت کی وجہ سے ولایت عصبہ بنفسہ کیلئے ہے۔۔۔ اور یہاں بھی وہی ترتیب ملحوظ ہے جو وراثت میں معتبر ہے یعنی سب میں مقدم بیٹا، پھر پوتا، پھر پرپوتا اگرچہ کئی پشت کا فاصلہ ہو، یہ نہ ہوں تو باپ، پھر دادا، پھر پردادا وغیرہم اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو، پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلا بھائی، پھر حقیقی بھائی کا بیٹا، پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا۔۔۔ خلاصہ یہ کہ اس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو، وہ ولی ہے اگر بیٹا نہ ہو تو جو حکم بیٹے کا ہے وہی پوتے کا ہے، وہ نہ ہو تو پرپوتے کا"

(بہار شریعت، کتاب النکاح، ولی کا بیان، جلد 1، حصہ 7، صفحہ 43، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

بہار شریعت میں ہے:" ولی کیلئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے" (بہار شریعت، حوالہ مذکورہ)

درمختار مع ردالمحتار میں ہے:" **(ثم الولی) بترتیب عصوبۃ الانکاح، الاالاب فیقدم علیٰ الابن اتفاقاً الاان یکون عالماوالاب جاھلافالابن اولی**" جنازے میں ترتیب ولایت وہی ہے جو نکاح میں ہے سوائے اس کے کہ نکاح میں بیٹا باپ پر مقدم ہوتا ہے جبکہ جنازے میں باپ بیٹے پر مقدم ہو گا، البتہ اگر بیٹا عالم اور باپ جاہل ہو تو بیٹے کا مقدم ہونا اولیٰ ہے۔

اس کے تحت شامی میں ہے:(فیقدم علی الابن اتفاقا)وھوالاصح لان للاب فضیلةعلیه ۔۔۔(الاان یکون الخ)قال فی البحر،ولوکان الاب جاھلاوالابن عالماینبغی ان یقدم الابن" جنازے میں باپ، بیٹے پر بالاتفاق مقدم ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ باپ کو بیٹے پر فضیلت حاصل ہے۔۔۔ سوائے اس کے کہ بیٹا عالم ہو، بحر میں فرمایا: اگر باپ جاہل اور بیٹا عالم ہو تو بیٹا مقدم ہو گا۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب: تعظیم اولی الامر واجب، جلد3، صفحہ 141، مطبوعہ: لاہور)

بہار شریعت میں ہے:"(ولی اقرب کے موجود نہ ہونے یا) غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دور ہے کہ اس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو" (بہار شریعت، کتاب الجنائز، باب: جنازہ کون پڑھائے؟ جلد1، حصہ4 صفحہ836، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

فتاوی عالمگیری میں ہے:"وان صلی علیه الولی لم یجز لاحدان یصلی بعده" اگر میت پر ولی نے نماز ادا کرلی تو اس کے بعد کسی کیلئے جنازہ پڑھنا جائز نہیں" (فتاوی عالمگیری، کتاب الجنائز، الفصل الخامس فی الصلوۃ علی المیت، جلد1، صفحہ164، مطبوعہ: کوئٹہ)

در مختار میں ہے:"لیس لمن صلی علیهاان یعیدمع الولی لان تکرارھاغیرمشروع"یعنی جو پہلے پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ بھی اعادہ کا اختیار نہیں رکھتا کہ اس کی تکرار غیر مشروع (ناجائز) ہے۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، جلد3، صفحہ145،144، مطبوعہ: لاہور)

امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

"نماز جنازہ کی تکرار ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے نزدیک تو مطلقاً ناجائز و نامشروع ہے، مگر جب کہ اجنبی غیر احق نے بلا اذن وبلا متابعت ولی پڑھ لی ہو تو ولی اعادہ کر سکتا ہے"۔ (فتاوی رضویہ، جلد9، صفحہ270، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

مزید فرماتے ہیں:"بعدِ صلوۃِ ولی پھر اعادہ نمازِ جنازہ کا اختیار نہیں۔۔۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے:"ان ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنه کان مشغولاً بتسویة الامور وتسکین الفتنة فکانوا یصلون علیه قبل حضوره وکان الحق له لانه ھو الخلیفة فلما فرغ صلیٰ علیه ثم لم یصل احدبعده علیه"۔ ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاملات درست کرنے اور فتنہ فرو کرنے میں مشغول تھے لوگ ان کی آمد سے پہلے صلوٰۃ پڑھتے جاتے، اور (ولی اقرب ہونے کی وجہ سے) حق ان کا تھا کیونکہ وہ خلیفہ تھے، تو جب فارغ ہوئے نماز پڑھی، پھر ان کے بعد کسی نے نماز نہ پڑھی۔"

(فتاوی رضویہ، کتاب الجنائز، تکرار نماز جنازہ، جلد9، صفحہ315، رضا فاؤنڈیشن: لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم و علمه جل مجدہ أتم و أحکم

الجواب صحیح

کتبہ: ابو حمزہ محمد آصف مدنی غرلہ المولیٰ القدیر

أبو أطھر محمد أظھر العطاري المدني عفی عنه الباري

22 جمادی الاولیٰ 1441ھ 18 جنوری 2020